

محبان السند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

نبوت کی تقسیم اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا احمد سعید دہلوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ ایک عرصہ تک جمعیت علماء ہند کے ناظم اعلیٰ رہے، آپ خطابت کے عناصر اربعہ میں سے ایک تھے، کشف الرحمن کے نام سے باقاعدہ اردو میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی، ساری زندگی آزادی ہند کے لئے انگریزوں کے خلاف جہاد میں گزار دی، اس میں نہ یکے اور نہ بچکے، ذیل میں آپ کی ایک تقریر جو مجلس احرار اسلام ہند کی دعوت پر آپ نے سیالکوٹ میں فرمائی، پیش کی جا رہی ہے جو علوم و معارف کا سیل رواں ہے اور ختم نبوت کے محاذ پر مجلس احرار اسلام کو خراج تحسین بھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر ان کے لئے سکفارہ سعادت بنائیں۔ (آمین)

حضرات! سیالکوٹ کی تقریر کے بعد سے آج تک آواز مجروح ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ تک اپنی آواز پہنچا سکوں۔ اگر آپ حضرات خاموشی کے ساتھ سنتے رہے تو مجھے خدا کے فضل سے توقع ہے کہ میں آپ تک اپنی آواز کے پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

جناب صدر! میں تو پنجاب میں اس لئے آیا تھا کہ سیالکوٹ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس سے لوگوں کو مطلع کروں اور پنجاب کے مسلمانوں سے کچھ دوں کہ قومیں روز روز زندہ نہیں ہوا کرتیں۔ یہ وقت ہے اگر پنجاب کے مسلمان منظم ہو سکتے ہیں تو اس سے بہتر وقت نہیں آئے گا نہ معلوم کل کیا ہونے والا ہے۔ میں تو مسابہ کافرنس میں بھی اسی ایک خیال کو لے کر حاضر ہوا تھا لیکن یہاں آ کر کچھ رنگ ہی اور دیکھا یہاں بقول مولانا ثناء اللہ صاحب، نبوت تقسیم ہو رہی ہے اور وہ نبوت بھی کس کو دی جا رہی ہے؟ مرزا غلام احمد (قادیانی) کو، بھلا صاحب ہماری یہاں کیسے گزر ہو سکتی ہے؟ کیا نبوت بھی کسی کو دی جاسکتی ہے اور وہ بھی جناب ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد؟ یہاں تو عقیدہ یہ ہے۔

نبوت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم

'زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

یا ایک اور فارسی کے شاعر نے کہا ہے

پارہ بانے دل صد پارہ بہم سے سازم

چوں شنیدم کہ سگ کوئے تو مہماں شدنی

ہمیں تو یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہم جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کے کتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کی گلی کے کتے بھی ہم سے اچھے ہیں، وہ قریب ہیں ہم بعید ہیں۔

دہلی کی مثل:

حضرات! دہلی والے کہتے ہیں کہ یہاں بھی سب سے اچھے ہیں، وہ قریب ہیں ہم بعید ہیں۔

© rasailojaraid.com

کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ مدینہ کے کتے ہیں اور ہم اس شرف قرب سے محروم ہیں۔ دہلی کے ایک بزرگ مولانا پھدار خان صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں ایک قبر پر لکھا ہوا دیکھا تھا:

"یہ قبر مسجد نبوی کے احاطہ کے باہر ہے، لیکن گنبد خضرا میں آرام کرنے والوں کے بائیں جانب کی جو دیوار ہے اس کے نیچے ہی یہ قبر تھی۔ اس قبر کے سرہانے ایک پتھر پر لکھا ہوا تھا: ثلثۃ را بعھم کلھم۔"

اللہ بخیرے مولانا پھدار خان صاحب کا وعظ سنا ہے۔ یہ بزرگ مولانا قطب الدین خان صاحب دہلوی کے شاگرد تھے، ان کو وفات پانے بھی تیس سال سے زیادہ گزرے، یہ کہا کرتے تھے، اس قبر کو دیکھ کر متنا ہوئی تھی کہ میں یہاں مدفون ہوتا۔

بھائیو! یہاں آقا نے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا کتا بننے کی تمنا ہے، اگر سرکار اپنا کتا فرمادیں تو ہمارے نزدیک دونوں جہاں کی نعمتوں سے بہتر ہے، لیکن ایک غلام احمد (قادیانی) کا دل گردہ ہے کہ وہ نبی بننا چاہتا ہے۔

شیطان اور فرعون کا قصہ:

میں نے قصص کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک دفعہ شیطان نے فرعون سے ملاقات کر کے کہا کہ تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، میں تو ہزاروں برس سے بندہ بننے کی کوشش کر رہا ہوں، لیکن حضرت حق مجھ کو اپنا بندہ کھنے کو تیار نہیں۔ بلا تیرے اس دعوے کو کیسے قبول فرما سکتے ہیں؟ فرعون اس پر کچھ شرمندہ ہوا اور چاہتا تھا کہ اپنے دعویٰ کو واپس لے لے، لیکن شیطان نے پھر یہ کہہ کر جمادیا کہ اب جو کچھ ہو گیا وہ ہو گیا، اب اپنے دعوے سے رجوع کرنا اور زیادہ بے عزتی کی بات ہوگی، ہم اپنے کو کتا کھلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ دربار رسالت سے سگ درگاہ کا لقب بھی ملتا ہے یا نہیں؟ لیکن غلام احمد اپنے کو نبی کھلوانا چاہتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کر رہا ہے۔

نبوت کا دعویٰ خاتم المرسلین کی توہین:

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ دنیا بندائے آفرینش سے ارتقائی منازل طے کر رہی ہے، جس طرح مادی ترقی ہو رہی ہے، اسی طرح روحانی ہدایت بھی پوری قوت کے ساتھ رہنمائی کر رہی ہے، اس آخری دور میں مادیت اپنی انتہائی منزل پر پہنچنے والی تھی، اسی لئے آخر زمانہ میں اس پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا گیا جو تمام روحانی قوتوں کا مالک تھا، سب سے آخر میں سب سے بڑا نمبر آیا کرتا ہے، برادری میں کوئی روٹھ جائے تو سب سے بڑے کو آخر میں منانے کے لئے بھیج کر یہی ظاہر کرنا مقصود تھا کہ ان سے بڑا کوئی نہیں۔ ان کے بعد یا شفا ہے یا موت۔ تعمیر کی تکمیل ہے یا بربادی ان کے بعد روٹھے ہوؤں کو من جانا ہے یا ہمیشہ کے لئے برادری سے خارج ہو جانا، ان کی شخصیت ابراہیم اور سلیمان علیہ السلام جیسی نہیں ہے، یہ تو آخری پیام میں جو قبول کرتا ہے، قبول کرے ورنہ جہنم کا راستہ اختیار کرے، ان کے بعد کسی حیثیت سے بھی نبی کا آنا ان کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

غلام احمد نے اسلام کی بنیادیں بلادیں:

حضرات! مرزا صاحب علیہ نے اس اقدام کیلئے جس سے اسلام کی بنیادیں مل گئیں ہیں۔ لوگ ولی بنے،

غوث بنے، قطب اور ابدال بنے لیکن آج تک کسی کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ نبوت کا قصور بھی کرتا۔ ختم نبوت پر اتنے صریح اور واضح دلائل موجود تھے کہ کسی کذاب سے کذاب کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ادعا کرتا مگر غلام احمد اور اس کے "سعادت مند بر خوردار" کی حیرت انگیز جرأت ملاحظہ کیجئے کہ ان کو لفظ نبی اور رسول کا استعمال کرتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں ہوتی، تمام اصطلاحیں وہی استعمال کر رہے ہیں جو حضور کریم علیہ التسمیہ والتسلیم کے زمانہ میں بولی جاتی تھیں، مثلاً صحابی، عشرہ مبشرہ، مدینہ المسیح وغیرہ وغیرہ۔

چونی بھی کچے مجھے گکھی سے کھاؤ:

اور تو اور وہ مرزا صاحب کی بیوی کا قہقہہ سنئے۔ مرزا صاحب کو دہلی کی لڑکی بیابھی ہوئی تھی، یہ لڑکی خواجہ میر درد کے گھرانے کی ہے اور میر سے محلے کی ہے، اب تک میر سے مکان کے قریب بارہ دری میر درد کے نام سے گلی مشور ہے، یہ لڑکی بارہ دری کی تھی جو ایک دفعہ اپنے سیکے گئی اور جہاں تک مجھے یاد ہے مرزا صاحب کے مرنے کے بعد کا واقعہ ہے جب بیگم صاحبہ دہلی گئیں تو پاس پڑوس کی عورتیں ملنے آئیں، کسی نے کہا کھو ہوا اچھی ہو؟ مرزا صاحب کیسے بیمار ہوئے تھے؟ تمہاری سوکن کا کیا حال ہے؟ کسی نے بیگم کما کسی نے نام لیا، کسی نے مرزا کی دلہن کہا، جب یہ عورتیں ان کو خطاب کر رہی تھیں تو ایک دفعہ ہی بیگم صاحبہ بولیں مجھے ام المؤمنین کہو، اگر ام المؤمنین نہ کہو گی تو گناہ گار ہو گی۔ اول اول تو دہلی کی عورتیں سمجھی نہیں کہ ام المؤمنین کیا ہے، کسی نے پوچھا کہ یہ کوئی پنجابی بولی ہے؟ کسی نے کہا کیا قادیان میں دہنوں کو ام المؤمنین کہا کرتے ہیں؟ جب عورتوں نے زیادہ اصرار کیا کہ اچھی یہ ام المؤمنین کیا ہے؟ تو مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ اس کی تشریح کرنے بیٹھیں کہ ہوا یہ نبی کی بیوی کا لقب ہوتا ہے جیسے وہ اللہ کے نبی تھے نا، میں ان کے نکاح میں گئی تو میں ام المؤمنین ہوئی۔ عورتیں پھر بھی نہ سمجھیں کہ کون نبی؟ آخر مزید گفت و شنید کے بعد عورتوں کی سمجھ میں آیا کہ یہ اپنے خاوند کو اللہ کا رسول کہتی ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی نئے نبی کا نام لیتی ہے اور اپنے کو ازواج مطہرات میں سے شمار کرتی ہے، پھر وہ عورتوں نے ان بیگم صاحبہ کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا کہ خدا کی پناہ، سینکڑوں گالیاں تو انہوں نے مرزا صاحب کو سنائیں اور ان سے کہا ہوا! یہ باتیں جا کر قادیان میں کرنا، بارہ دری میں اس قسم کا کفر بکا تو چوٹی کا ایک ایک بال الگ کر دیا جائے گا۔ ہائو! خلیفہ اول و دوم کی اصلاح سے تو زیادہ تعجب انگریز یہ چیز ہے کہ مرزا کی عورتیں اپنے کو ام المؤمنین کہلاتی ہیں۔

تیر بر معصوم سے بارو ضیث بد گھر

آسمان رائے زد گرسنگ بارو بر زمین

اس بد قسمت گردہ نے نبوت کو کس قدر ذلیل کیا ہے اور کیسا غلط و رواڑہ کھولا ہے کہ جس کا افساد قیامت تک ملت اسلامیہ کے لئے مشکل ہو گیا ہے، گویا معاذ اللہ نبوت بھی ایسی چیز ہے جس کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔

سیاسی نقصان:

خیر حضرات! میں نے عرض کیا تھا کہ میں تو ان مفوات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہوں نہ مجھے ان باتوں سے

کوئی دلچسپی ہے۔ اگر آپ اس گروہ کو فنا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے اسباب پیدا کیجئے، اچھے ہوشیار مبلغین کی خدمات حاصل کیجئے، پورے طور پر پروپیگنڈہ کیجئے، خدا کی امداد آپ کے ساتھ ہوگی۔ باطل کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں، مرزا کی موت اور وہ بھی مولانا ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں ایک عبرت انگیز چیز ہے جس نے باطل کے قلعہ کو تو سہار کر دیا ہے اب جو کچھ رہ گیا ہے وہ غلط بنیادوں پر کچی عمارت ہے۔ اب دلائل کا جہاں تک تعلق ہے مرزا کی مرزائی ختم ہو چکی ہے۔ اب تو جو کچھ بوربا ہے وہ گورمنٹ کے سہارے ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے عہدے ان کو گورمنٹ دے رہی ہے اور اپنے ماتحتوں کو اپنے اثر سے قادیانی بنارہی ہے۔ خود دہلی میں ایسے بکثرت واقعات ہیں کہ لوگوں نے محض اپنے اغراض کے لئے قادیانیت کو قبول کیا ہے، قادیانی بن کر مقدمات میں کامیابی حاصل کی ہے، قادیانی بن کر ملازمت حاصل کی ہے، یہ سب کچھ بوربا ہے لیکن یہ دیرپا نہیں ہے۔

حضرات! جس طرح یہ فرقہ مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کا دشمن ہے اسی طرح سیاسی حیثیت سے بھی اس کا وجود سخت نقصان دہ ہے۔ انگریزوں کے وفادار اور بھی بہت ہیں۔ ہندوستان میں غداران وطن اور حکومت کے خوشامدیوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ ایک سے ایک ملت فروش پڑا ہوا ہے، لیکن آج تک بیعت کی شرط کسی نے نہیں لگائی کہ حکومت کی وفاداری میری بیعت کی شرط ہے۔ کسی نے آج تک الماریاں کی الماریاں ایسی تصنیف سے نہیں بھریں جس میں حکومت کی وفاداری کا درس دیا گیا ہو۔ ان ظالموں نے تو گورمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اپنے مطلب کے لئے سب وفاداری کرتے ہیں لیکن ان کے نزدیک تو مسیح موعود پر ایمان لانے کی شرط ہی یہ ہے کہ گورمنٹ کی وفاداری کا اعتراف و اقرار کرو، یہ تو ایمان کے پردے میں ایسگو انڈین بناتے ہیں۔ انگریز کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ احمدیہ (قادیانی) انگریز کے جاں نثار ہیں۔ آج یہ کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی میں اٹھے ہیں۔ لیکن ان کو مسلمانوں کی ہمدردی سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے، یہ مسلمان کو مسلمان تو سمجھتے ہی نہیں یہ کھجنت ان سے ہمدردی کیا کریں گے؟ میں نے سیکلٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ ان انگریزی نبوت پر ایمان لانے والوں سے دریافت کرو کہ مظلومین پشاور کے متعلق جناب کی رائے کیا ہے؟ اس وقت مرزا محمود خلیفہ ثانی کہاں تشریف لے گئے تھے؟ یہ برطانوی نبی کے برطانوی خلیفہ اور انگریز روحانیت کے تاجدار پشاور کی گولیوں کے وقت کیا عالم ملکوت میں تشریف فرماتے تھے؟

کشمیری مظالم:

حضرات! اس سے انکار نہیں کہ کشمیری مسلمانوں پر انتہائی مظالم ہوئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب ہو رہا ہے۔ آج کسی قوم کو دوسری قوم پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے۔ طرز حکومت بدل رہا ہے، ہر شخص آزادی کا خواہشمند ہے، یہ میں نہیں کہتا کہ یہ جذبہ غلط ہے یا صحیح؟ بہر حال دنیا کی تمام قوموں میں یہ جذبہ موجود ہے، آج تو وہ زمانہ ہے کہ عرب کے مسلمان مصطفیٰ کمال کی سبوت قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، حالانکہ کمال کے باپ دادا نے صد بار برس حرمین کی جاروب کشی کی ہے، میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ آزادی کا جذبہ جانوروں تک میں موجود ہے۔ آپ ایک جانور کو پتھرے میں بند کر کے دیکھ لیجئے، چوچیں مار مار کر اپنے سر کو زخمی کر لے گا، جب یہ آزادی کا جذبہ جانوروں میں کار فرما ہے تو پھر انسان کا کیا کہنا ہے؟ میں کشمیری مسلمانوں کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں کہ وہ دوسری حکومتیں اس قدر برا سمجھتے ہیں کہ ان کو اس جذبے سے اتفاق نہ ہوتا تو

آج احرار اسلام کے ارکان کیوں کشمیری مسلمانوں کی حمایت کرتے اور کیوں بڑی سے بڑی قربانی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں؟

مجلس احرار اسلام پنجاب:

معزز دوستو! آپ کی مجلس نے اس وقت جو خدمات انجام دی ہیں ان کی تعریف نہیں کی جاسکتی، اگر احرار درمیان میں نہ آجاتے تو قادیانی پارٹی نے ریاست کشمیر اور مسلمانان کشمیر کو کبھی کا ختم کر دیا ہوتا۔ قادیانی جماعت کا آنا مسلمانوں کی صحیح خدمت کرنا نہیں بلکہ ان کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ کشمیر پر انگریزوں کا قبضہ کرا دیں اور وہاں کے مسلمانوں کو انگریزی نبی کا حلقہ بگوش بنادیں تاکہ آئندہ ہندوستان میں ایک قادیانی ریاست قائم ہو سکے لیکن احرار کا منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کو مسلمان رکھا جائے اور ان کو مہاراجہ کشمیر کی مطلق العنانی اور اندھیر نگری سے نجات دلادی جائے اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ اس موقع پر احرار کے جھنڈے کے نیچے سب کو جمع کر لیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ وقت نازک آ رہا ہے، ہندوستان کے ذرے ذرے اور کونے کونے سے انقلاب کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، اگر پنجاب کا مسلمان زندہ ہوا ہے تو اس کی زندگی سے فائدہ اٹھالو۔

جہلم میں سرفروشوں کا اجتماع:

مسلمان جب اٹھتا ہے تو سرفروشی کرتا ہوا اٹھتا ہے، مجلس احرار نے سرفروشی کر کے ہزاروں سرفروشوں کی تعداد پیدا کر دی ہے۔ کشمیر کے مہاراجہ سمجھتے تھے کہ کسی بے گناہ کے خون سے کھیلنا آسان ہے، وہ مرزا محمود کی طاقت کو جانتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ بہت سے بہت یہ ہو گا کہ خلیفہ قادیان کوئی پیسنگوئی کر دیں گے یا اپنے باوا کا کوئی الہام شائع کر دیں گے جیسے روس اور افغانستان کے انقلاب پر ان کا طرز عمل رہا ہے، لیکن ان کو یہ خبر نہ تھی کہ کشمیر کے بے گناہ مسلمانوں کا خون پنجاب کے گلی کوچوں میں ہزاروں سرفروش پیدا کر دے گا، یتیموں کی آہیں اور بیواؤں کی صدا آئیں پنجاب کے ہر شہر اور قصبے میں آفت و حادثہں گی۔

من قاش فروشی دل صد پارہ خوشنم:

جہلم کے سرفروشوں نے مجھے بھی دعوتی خط بھیجا ہے، پنجاب کے پچاس ہزار سرفروش جمع ہو رہے ہیں۔ ہائیو! میں تو اس دعوت نامہ کو پڑھ کر گھبرا گیا، میں نے ان کو لکھا کہ میں جہلم نہیں آسکتا، وہاں تو وہی شخص آ سکتا ہے جو سرفروش ہو، میں تو دل فروش ہوں، اگر کوئی دل فروشوں کا اجتماع ہو تو فقیر کو بھی یاد کر لینا۔ صاحبو! خدا کا شکر ہے کہ برسوں کے بعد سرفروشی کا لفظ تو سننے میں آیا اگرچہ قبل از وقت ہے۔ زندگی اور حیات کے شوق میں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا کہ پھر کچھ دنوں کے لئے دھکیل دیئے جاؤ، عدم تشدد پر قائم رہتے ہوئے ہر قدم اٹھانا چاہئے، آہستہ چلنا اس تیز گامی سے بدرجہا بہتر ہے جس میں آدمی لنگڑا ہو کر بیکار ہو جائے، میں مجلس احرار کے ارکان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو منظم کیجئے لیکن کسی دہکتی ہوئی آگ میں نہ کود پڑیئے، کشمیر کے بے گناہ مسلمانوں کے خون کا یہ کچھ کم فائدہ نہیں ہے کہ پنجاب کا مسلمان منظم ہو جائے۔

کشمیری مسلمان کے مطالبات:

معزز حاضرین! مجلس احرار کے معزز ارکان کی سرفروشوں کا حلقہ ہے کہ آج کشمیری مسلمانوں کے

مطالبات حکومت کشمیر کے رو برو پیش ہیں۔ آپ کے نزدیک مطالبات بہت نرم ہیں مگر میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کشمیر منظور کر لے تو بہت ہیں اور اگر نہ مانے تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ وفد احرار کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں، ان سے میں غافل نہیں ہوں، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی دفعہ ۱۲۴ اس سازش کا ایک ادنیٰ کرشمہ اور مرزا محمود کی زندہ کراست ہے کیونکہ نہ ہو آخر ایک نبی کا بیٹا ہے، خواہ وہ جھوٹے ہی نبی کا بیٹا ہو۔ لیکن جس کے باپ کی بددعا سے سینکڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر چکے ہوں، حتیٰ کہ خود بھی اپنی بددعا سے مرا ہو، کیا اس کے بیٹے میں اتنی بھی کراست نہ ہوگی کہ ایک سید پر اس کی بددعا سے دو مقدمے ۱۲۴ کے چل جائیں اور کیا اس کی بددعا میں اتنا بھی اثر نہ ہوگا کہ وفد احرار کو کشمیر سے رخصت کر دیا جائے اور معاملہ گورنمنٹ وفد سے کیا جائے۔

دکھ بھریں بی فاختہ، کوئے اندھے کھائیں:

بیٹے جائیں احراری، نیزے کھائیں احراری، ڈوگروں کی ٹھوکریں کھائیں احراری، غرض ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے تو احراری لیکن مصالحت و مفاہمت کے ذمہ دار قادیانی، گورنمنٹ کی ہمدردی کے مستحق قادیانی، ملازمت اور وزارت کے حقدار قادیانی!

حضرات! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، اس پر بھی احراریوں کو تعجب نہ ہونا چاہئے، شیر کا پس خوردہ ہمیشہ گیدڑ اور لومڑیاں ہی کھایا کرتی ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ مسلمانان کشمیر کو حقوق مل جائیں، ان کے مطالبات پورے ہو جائیں، ان کو ذمہ داری سنبھلی مل جائے، اس سلسلے میں اگر مرزا محمود اور ان کی حمایتی گورنمنٹ کا بھی کچھ مقصد پورا ہوتا ہو تو ہو جائے ہم کیا کریں؟ اس کی ذمہ داری حکومت کشمیر پر اور ہندو اخبارات ہی پر عائد ہوتی ہے۔ احراری اس کے ذمہ دار نہیں ہیں، اگر مہاراجہ اس معاملے کو طول نہ دیتے تو یہ نوبت کیوں آتی؟ اگر ابتدا ہی میں مسلم رعایا کو خوش کر دیتے یا پنجاب کے ہندو اخبارات کو غلط امیدیں نہ دلاتے یا ایک اور بزرگ کی آرزو پوری کر دیتے تو شاید یہاں تک نوبت نہ پہنچتی۔ بہر حال اب مطالبات پیش ہو چکے ہیں اور دیکھنا ہے کہ مہاراجہ کا حسن تدبیر کہاں تک ان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

کانگریس کے مخالف اور کشمیر کے حامی:

حضرات! اس سلسلے میں مجھے ایک دلچسپ سوال بھی کرنا ہے، یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ کشمیر میں جو جھگڑا ہو رہا ہے وہ حقوق کا ہے، وہاں کی رعایا اپنی حکومت سے حقوق طلب کر رہی ہے۔ وہاں کوئی فرقہ وارانہ جھگڑا نہیں ہے، اس حقوق طلبی کا احساس خواہ باہر کے لوگوں نے پیدا کیا ہو یا خود وہاں کی مظلوم رعایا کے قلوب میں روز بروز کے مظالم سے تنگ آکر بیدار ہوا ہو۔ بہر حال جھگڑا حقوق کا ہے، حکومت ڈوگروں کی ہے اور رعایا کی اکثریت مسلمانوں کی ہے، بالکل کشمیر کے مسلمانوں کی وہی پوزیشن ہے جو برطانوی حکومت میں انڈین نیشنل کانگریس کی ہے۔ کانگریس بھی انگریزوں سے ذمہ داری حکومت کا مطالبہ کرتی ہے، انگریز حکومت پس و پیش کرتی ہے۔ کانگریس سول ناخرمانی کرتی ہے، حکومت گرفتار کرتی ہے، لٹائیاں مارتی ہے، پشاور میں سینکڑوں بے گناہوں کو گولی کا نشانہ بنا دیتی ہے، عورتوں کا جلوس نکلتا ہے تو پولیس گرفتار کرتی ہے، دوچار واقعات لٹھی چارج کے بھی ہوئے ہیں جن میں عورتوں کو نقصان پہنچا، لیکن کانگریس نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

مخالفت کرتے ہیں، عورتوں کا مذاق اڑاتے ہیں، پولیس کی امداد کرتے ہیں، ہرٹال ہوتی ہے تو یہ لوگ دکانیں کھولے بیٹھے رہتے ہیں، جن لوگوں نے ہندو عورتوں کا مذاق اڑایا میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ ان مسلم خواتین کے متعلق جناب کا فتویٰ کیا ہے؟ جو کشمیر میں جلوس بنا کر نکلیں، جو لوگ باوجود اس ظلم و ستم کے حکومت کشمیر کی حمایت کر رہے ہیں، ان کے متعلق تو آپ کی رائے ظاہر ہے؟ لیکن جو لوگ گول میز کانفرنس میں جا کر حکومت کی حمایت کر رہے ہیں ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف مسلمانان کشمیر کی آزادی کے لئے جدوجہد کی جا رہی ہے اور دوسری طرف اپنی آزادی کے مخالفت پر مگر بستہ ہیں۔

حضرات! مجھے تو ان لوگوں پر سخت حیرت ہے، میں آپ ہی سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر ان حضرات کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے اور ان کی دیانت کا کس طرح یقین کیا جائے جو آج کشمیر کے معاملے میں تو پیش پیش ہیں لیکن کانگریس کے معاملہ میں گالیاں دے رہے تھے؟ اگر کشمیر کی رعایا کو یہ فطری حق ہے کہ وہ ایک مستبد حکومت سے آزادی حاصل کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان کی تحریک آزادی کی موافقت نہ کی جائے اور اس میں کوئی حصہ نہ لیا جائے۔ بہر حال میں خوش ہوں کہ آزادی کے دشمنوں کو آزادی کا خیال تو آیا جو آج کشمیر کے لئے آزادی طلب کر رہے ہیں۔ شاید کل ہندوستان کی حمایت میں بھی آواز بلند کریں۔ (ماخوذ تقریر مولانا احمد سعید دہلوی)

مکتبہ احرار لاہور کے نئے پیشے کثے

خطیب الامت بطل حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی مستند سوانح حیات

ملی و دینی خدمات جہد و ایثار

اور عزیمت و استقامت کا عظیم مرقع

نیا ایڈیشن، رنگین اور دیدہ زیب سرورق

کے ساتھ پہلے تمام ایڈیشنوں سے

یکسر مختلف اور منفرد

حیات امیر شریعت

مؤلف: جانباہر مرزا

قیمت: =/150 روپے

بخاری اکیڈمی دارینی شام مہربان کالونی - ملتان

مکتبہ احرار ۶۹-۶۸ سی حسین سٹریٹ رشتہ وطن نیو مسلم ٹاؤن لاہور

ملنے کا سہ